

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

آہ شمس العلوم والمعارف

نقشِ آمار

دادریغا۔ کہ ابھی ہم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ۱۶ اگست منگل کی شام کو عین غروب آفتاب کے ساتھ ہم نے علم و معرفت کا ایک اور آفتاب بھی سپرد خاک کر دیا۔ ایک کے غروب سے کائنات رنگ و بو پر تاریکی چھا گئی تو دوسرے کے پنہاں ہونے سے کائنات علم و فضل میں ظلمت آگئی۔ علامہ یگانہ محقق زمانہ، منکلم اسلام شمس العلوم والمعارف مولانا شمس الحق افغانی قدس اللہ سرہ العزیزہ واصل بحق ہوئے جو پچھلے دو ایک سال سے صاحبِ فراش تھے۔ ۱۶ اگست صبحِ نوبحے سانحہ ارتحال پیش آیا نماز جنازہ اسی دن ۱۷ بجے شام ان کے گاؤں ترنگ زئی تحصیل چارسدہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے پڑھاٹی اور نماز کے بعد حاضرین سے جس میں بڑی تعداد علماء و صلحاء کی تھی علامہ مرحوم کے فضائل و مناقب پر مختصر خطاب فرمایا۔ دارالعلوم حفانیہ سے بڑی تعداد میں اساتذہ و طلباء نے بھی خصوصی بسوں کا انتظام کر کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ غروب آفتاب کے وقت اس علامہ دوران کی تدفین عمل میں آئی، شام کی ڈھلنے والی تاریکیوں میں لوگ واپس ہو رہے تھے تو اربابِ صدق و صفا اور اصحابِ علم و فضل کے اس قدر تیزی سے رختِ سفر باندھنے پر کتنے اصحابِ درد تھے جن کے دل ڈوبتے جا رہے تھے اور زبانِ حال سے کوئی کہہ رہا تھا۔

اٹھتے جاتے ہیں اب اس بزم سے اربابِ نظر
گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کے بڑھانے والے

مولانا کی ولادت ۷ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۰۱ء ایک علمی خاندان میں ہوئی نام شمس القمر رکھا گیا جو بعد میں شمس الحق سے تبدیل ہوا، ابتدائی تعلیم کے بعد سرحد و افغانستان کے مشاہیر علم و فضل سے علوم و فنون کی تکمیل کی ۱۹۲۰ء میں دارالعلوم دیوبند پہنچ کر ۱۹۲۱ء میں علامہ العصر سید نور شاہ کشمیری سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی، پھر دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ہندوستان کے ارتدادی فتنوں کی سرکوبی میں لگ گئے اور شدھی تحریک کی روک تھام

نقش آغاز

۷

میں بھرپور حصہ لیا وہ ابتداء سے علمی میدان کے شہسوار تھے۔ علم و فضل کے ہتھیار سے آریہ سماج کے مشہور مناظرین کو بڑے بڑے اجتماعات میں عبرتناک شکست دی۔ اس کامیابی پر ان کے اکابر اساتذہ نے دلی مسرتوں کا اظہار کیا اور دل کھول کر دعائیں دیں۔

اس کے بعد بڑے صغیر کے تقریباً ایک درجن علمی اداروں، مدارس اور جامعات میں اسلامی علوم و فنون کی تدریس میں منہمک رہے جن میں سر فہرست دارالعلوم دیوبند ہے جہاں آپ نے تفسیر کی اعلیٰ کتابیں پڑھائیں۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو ریاست ہائے متحدہ بلوچستان قلات کی وزارت معارف کی پیشکش کی گئی اور اکابر کے مشورہ پر قضا و تعلیم کی وزارت کا قلمدان سنبھالا۔ پورے گیارہ سال آپ اس منصب پر فائز رہے، اس دور کے نظام عدل و قضا اور عدالتی قوانین سے متعلق آپ کی وابستگی کے نتیجے میں دنیا نے علم کو ”معین القضاة والمفتیین“ کی شکل میں قضا و افتاء سے متعلق فقہ اسلامی کے چیدہ اصول و قواعد کا مجموعہ ملاحظہ کیا۔ اہل علم سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اسلام کے ضابطہ دیوبانی و فوجداری پر بھی آپ نے گرانمایہ کام کیا۔ انگریز کے چھوڑے ہوئے عدالتی نظام کے سائے سمٹنے کی بجائے پھیلنے چلے گئے اور ۱۹۵۵ء میں دن یونٹ کے قیام کے ساتھ ان کے زیرِ نظم علاقے پر بھی اس نظام کے منحوس سائے چھا گئے اور شرعی قوانین کی بالادستی قائم نہ رہ سکی۔ تو آپ نے استغناء دے دیا کہ کسی شرعی عدالت پر رائج الوقت عدالتوں کی برتری کو شریعت کے وقار اور شان کے خلاف سمجھتے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد جب دیوبند کے راستے مسدود ہو گئے۔ اور بانی دارالعلوم حقانیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کو باہر مجبوری گھر چھڑنا پڑا تو حضرت مرحوم نے اپنے ریاستی فرائض قضا و تعلیم میں شریک کرانے مولانا موصوف کو باصرار بلوچستان بلانا چاہا، بات چل رہی تھی۔ ادھر حق تعالیٰ نے مولانا مدظلہ سے دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں ایک عظیم کام لینا چاہا شاید اس لئے یہ دعوت قبول نہ ہو سکی۔ ناچیز کے علاوہ بہت سے حضرات کو یہ حسرت رہی کہ کاش علامہ مرحوم بھی (بلوچستان کی مصروفیت کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو) درس و تدریس کا روایتی سلسلہ اپنے مادر علمی دارالعلوم دیوبند اور اس کے بعد ایسے ہی اہم دینی مدارس میں جاری رکھے ہوتے۔ اور ریاستوں اور عصری جامعات کے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب کے دینی علمی خدمات کی بجائے کسی مدرسہ کے دارالحدیث یا خانقاہ کی مسند ارشاد ہی پر متمکن رہتے تو ان کے خداداد افادہ کا حلقہ اور فیض و استفادہ کا دائرہ بہت ہمہ گیر اور عالم گیر ہوتا اور وہ تلامذہ اور مستفیدین کے اعتبار سے اپنے وقت کے علامہ شمیری اور

نقش آغاز

۸

علامہ عثمانی بن کر دنیا سے اٹھتے کہ ان کی عبقری شخصیت اور علوم کی جامعیت کے شایان شان یہی تھا۔ بلوچستان اور بہاولپور کے دور افتادہ اور لگی بندھی ذمہ داریوں اور محدود فرائض نے ان کے علم و فضل کے بحر ذخار کو ایک گونہ بند گادیا۔ مگر پھر بھی تقریر و خطابت، تصنیف و تالیف بالخصوص عصر حاضر کے جدید مسائل پر قومی اور عصری کمیٹیوں اور مجالس مذاکرہ کی شکل میں آپ نے علم اور دین کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں شاید اس میں بھی اللہ کی یہی حکمت تھی کہ آپ مدارس کے شبانہ روز تدریسی بندھنوں سے آزاد رہ کر ان دائروں میں اسلام کی ترجمانی کر سکیں۔ جو ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی اور اس لحاظ سے آپ کا مقام عصر حاضر کے علماء میں بہت ممتاز تھا کہ اسلامی مباحث و علوم کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے آپ عصر حاضر کے اٹھائے گئے شبہات پر سیر حاصل روشنی ڈالتے اور عہد جدید کے اذہان اور اس دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے۔ ہر تحریر و تقریر کا محور اور مرکزی نقطہ اسلامی مباحث و عقائد کی حقانیت کو کلامی انداز میں اجاگر کرنا اور دل نشین کرنا ہوتا وہ شریعت اسلامیہ کے لازوال عقائد و اصول کو نہایت معقول اور محققانہ انداز میں پیش فرماتے۔ مغرب اور مغربیت پر ان کی نشر زنی بڑی جبارانہ ہوتی۔ وہ اس ضمن میں جب مسٹر اور ملا کا موازنہ کرتے تو عجیب نکتہ آفرینی فرماتے کہ مجمع متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا، ان کا اندازہ درس بھی محاضرات اور لیکچرز کا ہوتا جسے ان کے تلامذہ نوٹ کرتے وہ کسی بھی مشکل اور اہم موضوع کا عجیب عجیب عنوانات قائم کر کے تحلیل و تجزیہ کرتے۔ الحق کو سب سے زیادہ یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اپنے آغاز ہی سے علامہ مرحوم کے علوم و مقالات کو پہلی بار شائع کیا۔ حضرت علامہ کے اکثر تصانیف و رسائل کا اکثر حصہ اولاً الحق میں شائع ہوتا رہا۔ اور اس طرح مولانا کے علمی فیوضات سے بیرونی دنیا کو استفادہ و تعارف کا موقع ملا ان کی مادری زبان پشتو تھی مگر اردو میں نہایت شستہ تقریر فرماتے، تحریر کے ساتھ تقریر کا ایسا ملکہ کم ہی پشتون علماء کو حاصل ہوا وہ کسی علمی موضوع پر گفتگو کرتے تو ساری مجلس پر اسلامی عظمت و حقانیت کا رنگ چھا جاتا وہ اسلام کی حقانیت کے ترجمان اور علمی دنیا کا سرمایہ افتخار تھے اور جب چلے گئے تو اپنا بدل اور نظیر نہیں چھوڑ سکے کہ اس دور میں ایسے وسیع النظر علماء تو کیا ان سے بہت کم درجے کے اصحاب علم و دانش کا وجود عفا بننا جارا ہے۔ حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو ان کی علمی عظمتوں کی طرح وہاں بھی بلند و رفیع درجات سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ اللہم افض علیہ من ثواب رحمتک و عفوک و ادخلہ الجنة واستقنا من عدمہ و برکاتہ۔ آمین۔

واللہ یقول الحق وھو یمدی السبیل۔